محسن انسانیت
(صلی اللہ علیہ وسلم)

مسعود الرحمٰن بن نقیب = فیصل آباد

یہ عالم کائنات ہے..... ظلم و جہالت..... شیطنت و کراہت..... اور حرص و رقابت کا مرقع..... کہنے کو انسانوں کی بستی..... مگر رہتے میں درندوں کا مسکن..... نہ اپنوں کی ہوش نہ پرائے کا لحاظ..... نہ ماں کا ادب نہ بہن کی پرواہ..... فقط عیش..... مستی..... شراب..... چوری..... جوا..... زنا..... اور ہر غیر انسانی عادت..... پسندیدہ شغل..... لمحات..... وقت کی اوک سے گر بھی رہے ہیں..... ساعتیں سمٹ بھی رہی ہیں..... شب و روز ہو جاتے..... فضاؤں کو بانکپن مل جاتا..... لب ہائے انسانیت متبسم ہو جاتے..... روح کا آنگن مہک جاتا..... ساز فطرت گونج اٹھتا..... قلب انساں کی پہنائیاں موج طمانیت سے کھنکنا اٹھتیں..... بس اک ہو کا عالم ہے..... یوں لگتا ہے جیسے خوشبوئے پھول سے..... چمک ستاروں سے..... اور دل بہاروں سے..... اس تیرگی پر..... محو گفتگو ہیں..... بالآخر..... ایک پیاری سی صبح..... معتبر ہو جاتی ہے..... ۹ کا عدد سچا لگنے لگتا ہے..... پیر کا دن شوخ سا ہو جاتا ہے..... ربیع الاول بھی مسکرا اٹھتا ہے..... اور ادھر حیرانی بھی عروج پذیر ہو جاتی ہے کہ آخر یہ تغیر کیونکر ہو گیا ہے؟..... بے جان زندگی آخر کیسے روح بن کر محو رقص ہے؟..... چشم عالم تجسس کو لئے وادی مکہ پر جا ٹھہرتی ہے.....!

..... دیکھتی ہے کہ ایک قبیلہ بے حد مخمور ہے..... اک ماں خوشی سے بے قابو ہے..... مسرتوں کے سامنے اس کا دامن اپنے "بے وسعت" ہونے کا شاکی ہے..... ماں کے قدم اس برکھا سے زمین پر ٹک ہی نہیں رہے..... اور کیوں ٹکیں؟..... گلشن آغوش میں پھول ہی ایسا کھلا ہے کہ جس پر خود مہک کو بھی ناز ہے..... جس کے وجود سے رشد و ہدایت کی چاندنی جھلک رہی ہے..... جو عظمت و رفعت اور جامعیت و اکملیت پر باعث سعادت و سیادت ہے..... جو دعائے خلیلؑ بھی ہے اور نوید مسیحا بھی..... اللہ اکبر..... کیا آن ہے..... کیا شان ہے..... اور کیا مقام ہے..... بے شک ؎

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

یہ وہ پیکر جمال ہے کہ جس کی فضیلت پر عالم ارواح کے وعدے کو یاد دلاتی آیت قرآن آج بھی شاہد ہے..... آمنہ کے پرتو روح یہ محسن جہاںؐ رہ مقدر کے نرالے مسافر ہیں..... انتہائے کمال کہ

ظہور غیور ہی سے کرشمہ قدرت کی ادائیں انگڑائیاں لے رہی ہیں..... حسن کی ایسی جلوہ آرائی کہ چشم مادر نے روئے دل آویز چوما ہی تھا کہ دل سے "اسم احمدؐ" کی باد نسیم چل پڑی..... دادا کی بصارت چہرۂ اقدس سے مزین ہوئی تو بے ساختہ "محمدؐ" جیسا پیارا اور قابل فخر نام لبوں پر مچلنے لگا..... کہ بلاشبہ نہ آپؐ سے زیادہ کسی نے اللہ کی مدحت فرمائی اور نہ اللہ نے ہی آپؐ سے بڑھ کر کسی کا تذکرہ فرمایا..... قسمت کی عجیب عشوہ طرازی کہ باپ کی اک جھلک بھی میسر نہ آسکی..... لیکن نوید سعید ایسی تھے کہ ثوبیہ بھی رہا ہو گئی..... زندگی قدم قدم چلنے لگی..... اور حلیمہ کا آنگن روشن ہو گیا..... عمر عزیز چوتھے برس کی پگڈنڈی پر تھی کہ واپس گہوارۂ مادر میں آکر شفقت و الفت کے کھلونوں سے کھیلنے لگے..... چھے سالہ معصومیت ابھی ہوش سے ناآشنا ہی تھی کہ جب یہ پیاری ماں جدائی دے کر آکاش کی وسعتوں میں جا بسی لیکن ساتھ ہی دادا عبدالمطلب کی محبت سایہ بن گئی..... کائنات میں آئے آٹھ سال بیت چکے تو دادا بھی موت کے ساتھ ہو لئے..... اب چچا ابو طالب کی بانہیں پناہ گاہ ہو گئیں..... ان کے رزق کی ڈور تجارت سے بندھی تھی..... یوں عظمت و شرافت کے یہ شہسوار کہ جن کی رفعت طہارت کے سامنے اپنے تو اپنے غیر بھی کورنش بجا لانے پر مجبور، چچا کے دست و بازو بن گئے..... مرقع وجاہت و شوکت اور منبع شرافت و دیانت تھے..... سو!..... لوگ تو کیا خود تجارت بھی آپؐ پر فریفتہ ہو گئی..... بات مسافرینی اور شریعت زادی مکہ..... خدیجہؓ کے دل میں سماتی چلی گئی.....

بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

نفیسہ کو بھیجا..... پیام دیا..... یوں ۲۵ اور ۴۰ سال کی عمر ایک ہو گئی..... قسمت دامن خدیجہ کی مسکان ہوتی چلی گئی اور محبت کا یہ چمن زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، قاسمؓ، طیب و طاہر (عبداللہؓ) جیسے پھولوں سے مہکنے لگا..... گردش لیل و نہار دلفریب موسم لئے رقصاں تھی کہ اچانک ہی یہ سب کچھ بھول کے رہ گیا..... **اقرا باسم ربک الذی خلق** کی کویتا ہدایت کے لئے کیا گونجی کہ عزت و احترام اور ایثار و وقار کی باد سحر نفرت و اذیت کی جھلسا دینے والی لو میں گم ہو گئی..... **لا الہ الا اللہ** کا ضابطہ دے کر **تفلحوا** کی بشارت "قلب باطل" کے لئے کسی برق سے کم نہ تھی..... یہ صادق و امین کہنے والے **تبت یداک یا محمد** کے تیر برسانے لگے..... گالیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی..... اذیتیں بڑھتی چلی گئیں..... ناقابل بیاں جور و تشدد ایسا بھی ہوتا کہ شدت ظلم سے آپؐ مکہ کے چوراہے میں بے ہوش ہو کر گر جاتے..... گلوئے اطہر میں کپڑا ڈال کر سانس کا سلسلہ منقطع کرنے کی ناپاک سعی کی جاتی..... کبھی پائے اقدس میں کانٹوں کی کسک سمو دی جاتی..... کبھی کوڑا پھینک دیا جاتا اور کبھی کیچڑ کی مدد لی جاتی..... لیکن **ان اللہ مع الصابرین** حرز جاں تھا لہٰذا دل کی ٹیس رنگ لائی ابو بکرؓ، خدیجہؓ، علیؓ اور زید

بن حارثہؓ پر مشتمل کاروان حق میں بلال حبشیؓ' عثمان غنیؓ' خالد بن سعیدؓ' عبدالرحمٰن بن عوفؓ' زبیرؓ' طلحہؓ' ابو عبیدہؓ' ام الفضلؓ' اسماء بنت عمیسؓ' بنت ابو بکرؓ اور دیگر متلاشی بھی شامل ہو گئے..... لمحے کا پاؤں سر کا تو مظالم بھی درشتی پکڑتے چلے گئے..... مومنین کی آہیں "قلب رحمت" سے ٹکراتیں تو اشک گلہائے عارض پر مثل شبنم جگمگا اٹھتے..... اور جب ضبط بھی آبدیدہ ہو گیا تو آپؐ نے ۸۳ مردان خدا اور ۱۸ خواتین مطہرہ کے اس قافلے کو حبشہ کی طرف پرواز عطا کر دی..... بتوں کے شیدائی بھی پیچھے پیچھے پہنچے لیکن اسلام کی پتنگ قلب نجاشی کے آنگن میں ایسی چڑھی کہ ذلت گردن باطل سے لپٹ کے رہ گئی..... چین اسے پھر بھی نہ تھا..... سو!..... ترغیب و تحریص کے پر فریب جال پر اتر آیا..... بھلا راہی عشقؐ یہ سب کچھ کب خاطر میں لاتا تھا اس لئے کفر کی تاریکی اور بھی بڑھ گئی..... اور نبوت کے چھٹے برس اس سیاہی کو اور بھی ذلت اٹھانا پڑی کہ جب عمرؓ و حمزہؓ بھی شمع استقامتؐ کے پروانے ہو گئے..... پیچ و تاب جہل بڑھا اور شعب ابی طالب' بنو ہاشم کا مقدر ٹھہری..... تڑپتے بچے' بلکتے سسکتے رہتے اور ان کی آہیں کریہہ قہقہوں میں دب کر دم توڑ دیتیں..... لیکن جیت پھر صبر کی ہوئی..... حکم ربی کے تابع دیمک کی بدولت ۳ سال کا یہ کٹھن عرصہ کٹ گیا ..... غم جہاں ابھی عروج پہ تھا کہ سنہ ۱۰ نبوی کو خدیجہؓ بھی داغ مفارقت دے گئیں..... حزن و غم آپ کی روح تک میں سرایت کر گیا..... نہ جانے دل شکستگی کی اور کتنی تلخیوں سے گزرتا' کہ اسی برس سودہ بنت زمعہؓ کی صورت آپ کو اک اور حوصلہ مند اور مونس و غمخوار شریک زندگی مل گئی..... لیکن ساتھ ہی کلفتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا..... نفرتوں میں تیزی آگئی..... ایسے دور یاسیت میں آپؐ جام توحید تھامے طائف ہو ہو لئے..... حیف کہ یہ بھی بصیرت سے محروم نکلے..... کسی نے بات تک بھی سننا گوارا نہ کی اور پتھروں کی بارش برسا دی..... یہاں بھی لہو مبارک سے گلگوں ہونے کے باوجود کوئی ہدایت کی طرف نہ آیا..... سلام ہے عظمت و ہمت کے اس کوہ عظیمؐ پر کہ بددعا پھر بھی نہ دی بلکہ اس امید سے دل داغدار کی تشفی فرمائی کہ..... کیا پتا ان کی نسلیں ہی چشمہ ہدایت سے مستفید ہو جائیں..... غرض ایسی ہی بے اعتنائی کا دور تھا کہ جب دلجوئی کی خاطر رب نے اپنے پیارے کو اک سہانی رات تمغہ معراج سے مزین فرما دیا..... گویا یوں ہمت بندھائی کہ..... یہ پاگل دنیا والے!..... خواہ جو چاہے کرتے اور کہتے پھریں لیکن اے میرے پاک باز بندے..... تو ان سے اتنا ہی بلند ہے جتنا کہ میں تجھ سے..... بے شک.....

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

واپس آئے تو ابو بکرؓ..... صدیق اکبرؓ ہو گئے..... لیکن ساتھ ہی تکالیف و مصائب اور طنز و استہزاء کی جولانیاں بھی قوت برداشت سے کھیلنے لگیں..... آخر.....

خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

اللہ نے فرمایا کہ..... اے مجسمہ رحمت و برکتؐ!..... ان بدنصیبوں میں سے اٹھ کر مدینے جا بسو!..... حکم ربی کی نقابت کی گئی اور مئے چاہت و اطاعت سے مخمور..... سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر غم ہجر سے دیوانہ وار جا لپٹے..... ابو بکرؓ و علیؓ کو خود روک لیا..... بستر شفقت علیؓ کو سونپا اور صدیق جلیلؓ کے ہمراہ زباں پر سورۃ یٰسین سجاتے ہوئے اپنے مولد کو چھوڑ کر چل نکلے..... ثور کو دیکھا' جا بیٹھے..... قسمت صدیقؓ..... دیوانی ہو گئی کہ میزبانی کا شرف عطا ہو گیا۔ حسد' بغض رقابت اور مکر و فریب کی آگ میں جلتا ہوا سراقہ آیا..... لیکن آفرین ہے ادائے چشم سیدؐ پر..... کہ یہی سراقہؓ اک دن کسریٰ کے کنگن ہاتھوں میں لئے نبیؐ کی محبت و فرقت میں اشک بہائے چلا جا رہا تھا..... آگے چلنے کا قصد فرمایا تو ام معبدؓ کا شکستہ خیمہ نظر آیا..... بے چاری خدمت تو کیا کرتی..... ہاں!..... مکر و دجل کی اس دنیا میں سراپا حسن و معصومیت دیکھ کر مجسمہ حیرت ضرور بن گئی..... اور بے ساختہ حسانؓ کا طائر خیال..... لب ام معبد سے پرواز کرنے لگا کہ.....

واجمل منک لم تلد النساء — واحسن منک لم ترقط عین
کانک قد خلقت کما تشاء — خلقت مبرء من کل عیب

صداقت کو لئے رسالت سوئے مدینہ چل پڑی..... سردار بریدہ اسلمی حرص و ہوس کی خاطر انتقام لینے آیا لیکن برکھا برسی اور اس سمیت ۷۰ نفوس' گلدستہ اسلام ہو گئے..... ۸ ربیع الاول کا دن تھا کہ جب سرزمین قبا نے آپ کے قدم ہائے مبارکہ کو چوما..... آتے ہی علم توحید بلند فرمایا اور پہلی "مسجد اسلام" کی بنا ڈال دی اور یوں اسلام کے پہلے جمعۃ المبارک میں ۱۰۰ فرزندان اسلام **وما رمیت اذ رمیت** والے دست ہائے مبارکہ سمیت بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہو گئے..... پیام ربی کی دھنک لئے پھر یہ ابر رحمت مدینے میں جلوہ گر ہوئے..... مشتاق سراپا انتظار تھے..... دلوں کی دھڑکن ترانہ درود لئے وجود کی وادی میں گنگنا رہی تھی..... **طلع البدر علینا** کی گونج روح کی چٹکی لئے جاتی تھی..... ہر چشم عقیدت اس تفرد کی آرزو مند تھی لیکن آنگن ابو ایوب انصاریؓ کا مہکا..... یہیں مسجد نبوی کا قصد فرمایا..... تعمیر نے تکمیل سے معانقہ کیا تو رؤف رحیم حجرہ مسجد میں جا بسے..... صداقت و حقانیت کے ستارے جھلملائے اور اہل یہود کا پیشوا عبداللہ بن سلام بھی آقائے کائناتؐ کی غلامی میں آگیا..... ان ہی ایام کی چہل پہل میں "سماعت عمرؓ" ایسے مترنم الفاظ سے وجد میں آئی جو "لب میں اذان" زیب تن کئے

آج بھی نماز کو پرکشش بناتے ہیں.....

۲۔ ہجری کو دنیا نے مساوات کا خوب نظارا کیا کہ جب دست اقدسؐ نے مواخات کی ڈور میں سب کو اک دوجے سے ہمکنار کر دیا..... النبی الامی کی سیاسی بصیرت بھی اس دم سامنے آئی کہ جب میثاق مدینہ پر اظہار اتفاق فرمایا..... ان ہی لمحوں کی گود میں حسنؓ و حسینؓ کھلے..... لحظہ ہائے وقت کے اس دھارے پر حضرت عائشہؓ سنہ ا ہجری میں، حضرت حفصہ ۳ ہجری میں، حضرت زینب بنت جحشؓ ذ۔عقدہ ۵ ہجری، حضرت جویریہؓ شعبان سنہ ۶ ہجری میں، حضرت ام حبیبہؓ ۶۔۷ ہجری میں، حضرت صفیہؓ جمادی الثانی سنہ ۷ ہجری میں حضرت میمونہ سنہ ۷ ہجری میں اور حضرت ماریہ قبطیہؓ سنہ ۸ ہجری میں "امہات المومنین" کے پاکیزہ جھومر سے متصف ہوئیں۔

سکھ چین کا جام، گردش کے نشیب و فراز پر محو سفر تھا کہ یکدم بدر کا غلغلہ اٹھ کھڑا ہوا..... تین سو تیرہ..... تہی دست و تہی داماں..... خدائے ذوالجلال کے امر عظیم **اذن للذین یقاتلون**..... پر اٹھ کھڑے ہوئے..... اور پھر حیرت بھی انگشت بدنداں رہ گئی کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟..... باطل کے بڑے بڑے دعویدار پل بھر میں شمشیر مسلم کے سامنے کیونکر خاک ہو کر رہ گئے..... ہر ہزیمت و شکست پر باطل پھر غور و فکر میں ڈوب گیا..... اور اب کے بات احد تک پہنچی..... یہاں شجاعت پھر چمکی لیکن حکم نبوت پر سے دھیان کیا بے توجہ ہوا کہ سب کچھ ہی بدل کے رہ گیا..... شکست و ریخت کی تاریکی چھاتی چلی گئی..... دندان مبارک عتبہ کے ناپاک ارادے کا نشانہ بنے..... ابن قمیہ کے پتھر سے جبین مبارک پر سرخی بکھری..... بازوئے اقدس کو ابن ہشام کے لئے تختہ مشق ستم ہونا پڑا اور بعدازاں گڑھے میں گرائے گئے لیکن صبر و ہمت اور شفقت و رحمت کا وہ عالی مظاہرہ کہ صحابہؓ کے کہنے پر بھی بددعا کی بجائے فرمایا..... **انی لم ابعث لعانا**..... کہ.....

میں کیسے اپنے غم پہ ان کو دل سے بددعا دے دوں

قلب رقیق ابھی شکستگی کی ٹیس سے نڈھال تھا کہ ایک منافق ابو براء..... بے حد محنت سے سنوارے ہوئے ۷۰ قراء، بغرض تبلیغ ساتھ لے گیا اور ظالم نے یہ ساری پھلدار شاخیں تیغ ستم کی دھار پر کاٹ ڈالیں..... ادھر تاریکی پھر زخمی بھیڑیئے کی طرح آگے بڑھی اور خندق بپا ہو گئی..... خفت و ندامت یہاں بھی ان کا طوق ٹھہری..... غرض یونہی باطل، حق سے ٹکراتا رہا..... غزوات اور سریئے ہوتے چلے گئے..... کبھی خیبر تو کبھی الغابہ..... کبھی سویق تو کبھی طائف..... کبھی تبوک تو کبھی حنین..... کبھی حدیبیہ تو کبھی موتہ..... آخر عظمت و تکریم نقطہ کمال چھونے کے لئے محو پرواز ہو گئی..... عزت و احترام کے نغمے مچلنے لگے..... شب ہجر وصل کی صبح میں گم ہونے لگی..... امید کی یہ کرن، صلح حدیبیہ

سے پھوٹی تھی..... اور دیکھئے!..... ہجرت کا آٹھواں سال ہے..... عظیم المرتبت پیغمبرؐ..... فاتح کی حیثیت سے مکہ میں قدم رنجہ فرما رہے ہیں..... لیکن اللہ اکبر!..... عجز و انکساری صورت اشک آنکھوں سے رواں ہے..... کبر و ناز پر موت قہقہے لگا رہی ہے..... سر مبارک کوہان سے لگا جاتا ہے..... زباں پر وہی ہے جو رب کو پسند ہے..... چشم کائنات پھر دیکھتی ہے کہ یہ شہنشاہ دو عالم' کعبتہ اللہ کو بتوں کی آلائش سے پاک فرما رہے ہیں..... یہیں پر غرور اور تکبر کے وہ سارے پتلے بھی سامنے لائے جاتے ہیں کہ جنہوں نے اس مجسمہ الفت پر وہ کچھ ستم روا رکھے تھے کہ جن سے ظلم کی روح بھی تھرا جاتی تھی..... لیکن اب یہ سب گردن جھکائے' مجرموں کی طرح دست بستہ کھڑے ہیں..... چہرے سہمے ہوئے ہیں..... سانسیں خوف سے گھائل ہیں..... سوچ بھی کپکپا رہی ہے کہ جانے آج کیا ہو گا؟..... لیکن یہ سلطانؐ تو کسی اور ہی دنیا کا باسی ہے..... انتقام لینا تو بڑی بات ہے..... آپ کے لب ہائے رحمت اس لفظ ہی سے ناآشنا ہیں..... سبحان اللہ!..... کتنا اثر تھا آپ کے **لا تثریب علیکم الیوم** کہنے میں کہ اسلام کے یہ بدترین دشمن..... پل بھر میں..... عقیدت و شجاعت کی وہ مثال بن گئے کہ جن پر آج بھی تاریخ عالم فخر کرتی ہے.....

..... لمحوں کی چھن چھن پھر جاری ہے..... سے کی آہٹ بھی آنے لگی ہے..... ساعت اس جانب چل رہی ہے کہ جہاں چشم دنیا..... عکس وجود سے محروم ہو جاتی ہے اور ذہن میں فقط یادیں رہ جاتی ہیں.....!

دیکھئے!..... یہ میدان حج ہے..... ایک لاکھ سے زائد پروانے مجتمع ہیں..... **وما ینطق عن الھوی** سے متصف و ممتاز زبان اطہر ہدایت کے غنچے کھلا رہی ہے..... اور پھر..... ہجرت کا گیارھواں سال شروع ہو جاتا ہے..... صفر کے دن ہیں..... سر مبارک میں ہلکا ہلکا درد اور جسم اقدس میں حرارت رقصاں ہے..... **اذا جاء نصراللہ والفتح** کی حقیقت آشکار ہونے لگتی ہے..... سو! وصیت کا اہتمام فرما لیتے ہیں..... خلافت صدیقؓ کا مژدہ بھی سنا دیا جاتا ہے..... آنسوؤں کے جھرنوں میں پوشیدہ مسکان بھی فاطمہؓ کو عطا کر دی جاتی ہے..... علیؓ کا سر گود میں رکھتے ہیں..... حسنؓ و حسینؓ کو سینے سے لگاتے ہیں..... ازواج مطہرات کو نصیحت فرماتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں..... کہ..... **الصلوۃ' الصلوۃ..... وما ملکت ایمانکم.....**

لیجئے!..... ۱۲ ربیع الاول کا اداس سورج طلوع ہے..... انگشت موت حرکت میں ہے..... طبیعت کی بے چینی عروج پر ہے..... چہرہ انورؐ متغیر سا ہے..... آغوش عائشہؓ میں لیٹی حیات قلوب..... موت کو بڑھتا دیکھتی ہے..... تو زبان سے بے اختیار توحید چھلک پڑتی ہے کہ..... **اللھم الرفیق الاعلی**..... دل

بقیہ مضمون محسن انسانیت صفحہ نمبر ۴